گھٹاٹوپ اندھیرے میں جگنو اورخوبصورت و سپید چہرے پر کالا تل چھوٹے اور بے قدر ہونے کے باوجود بڑا رنگ جماتے ہیں

کالا تل

مصنف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

www.FaizAhmedOwaisi.com

www.FaizaneOwaisia.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اما بعد! حضرتِ انسان اللہ تعالیٰ کی شان کا بہترین مظہر ہے خود اللہ تعالیٰ نے اسے خوب شرف بخشا۔عالم کبیر کا نمونہ اُسے بناکر اُسے عالم صغیر کا مرتبہ عطافرمایا۔اِسی لیے اِس کا ہر پروگرام نرالا ہے۔ہم نے اِس کے کالے تِل پر بحث کرنی ہے کہ یہ بھی اِس کی شخصیت کا ترجمان ہے جیسے انسان کا رنگ اُس کی شخصیت کی ترجمانی کر تا ہے۔

چنانچہ انسا نی اجنا س اور اُن کی اقسام کے بارے میں مفکرین کی رائے ہے کہ انسان کو پانچ(5) قسم کی اجناس میں تقسیم کیا جاسکتاہے۔

(1) قفقاسی یا سفید جنس

(2) زنجی یا سیاہ جنس

(3) منگولی یا زرد جنس

(4) گندمی یا ملایائی جنس

(5) بِراعظم کے قدیم باشندے یعنی سرخ جنس

بعض لوگوں نے اس تقسیم کو مختصر کر کے تین(3) اقسام میں محدود کردیا ہے۔زرد،گندمی اور سرخ۔

گندمی یا سیاہ جنس والے بعض صفات میں مختلف ہیں جیسا کہ ڈاکٹر سائیس[1] اپنی کتاب "الا جناس القدیم" میں لکھتا ہے کہ بلاشبہ حبشیوں یا کالو ں کا چہرہ لمبو تر ہ اور نتھنے کشادہ ہوتے ہیں۔اُن کی ٹھو ڑی سکڑی اور پتلی ہوتی ہے۔اُن کے ہونٹ مو ٹے بھدے اور دانت بڑے ہوتے ہیں۔عام طور پر اُن کی عقل ڈاڑھ جلد نکل آتی ہے لیکن دیر میں ٹو ٹتی ہے۔اُن کی کھو پڑی پھیلی ہوئی اور بازو لمبے ہوتے ہیں۔ اُن کی پنڈلی کا گو شت مو ٹا اور بھدا ہو تا ہے۔اور اُن کے پیروں کی ہڈی پھیلی ہوئی اور انگوٹھا کڑا ہوا ہوتا ہے۔فنون (فن کی طرح) کی طرف اُن کا میلا ن بالعموم(عام رجحان) کم ہو تا ہے البتہ وہ گانے بجانے کے شوقین ہوتے ہیں اِس کی وجہ یہ ہے کہ احساس و شعور سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔غو ر وفکر کی دعوت اُسے زیادہ متاثر نہیں کرتی۔

سیاہ فام لوگوں میں رنگ کی سیاہی جسمانی کھال یا جلد کی گہرائی تک نہیں پہنچتی ہے۔تمام انسانی کھال کی اوپری جھلی تک محدود ہوتی ہے جو کھال سے ملی ہوئی ہوتی ہے جسے ہم "بشرہ" کہتے ہیں۔یہ سیا ہی اندر کی سطح تک نہیں پہنچتی۔اِس یہ سے ظاہر ہوا کہ محض جلد کے رنگ کا سیا ہ ہو نا کسی انسان کے کمتر یا اندرسے سیاہ کی علامت نہیں ہے جس کی وجہ سے اُسے کمتر تصور کیا جائے۔

---

[1] Old Civilizations by Dr. Seuss

اسلام وہ پہلا اور منفرد مذہب ہے جس نے آج سے سینکڑوں برس قبل رنگ و نسل، کالے گورے، امیر و غریب اور عرب و عجم کی تمیز اُٹھا دی اور بنی نوعِ انسان کے تمام افراد کو ایک سطح پر لاکر کھڑا کر دیا۔

؎ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز ۔ نہ کوئی بندہ رہا، نہ کوئی بندہ نواز

اسلام نے مادی زندگی اور اُس کے اقدار کو روحانی زندگی کے اعلیٰ اقدار کے ماتحت کرکے ہر قسم کی اونچ نیچ کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا،اس کی مثال رسول اللہ کے(ﷺ)صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی جماعت ہے جس میں ایک طرف حضرت ابوبکروعمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم جیسے خلفاء راشدین اور اہلِ مکہ کے معزز ترین خاندانوں سے تعلق رکھنے والی ہستیاں ہیں اور دوسری طرف انہی نفو سِ قدسیہ(برگزیدہ) کے درمیان شان و اعزاز کے ساتھ زندگی بسر کرنے والے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن رباح بھی ہیں جو ایک غریب ضعیف حبشی النسل غلام تھے۔لیکن اتنی عظیم الشان شخصیت کہ بڑی سے بڑی قد آور شخصیات اُن کے سامنے اقل قلیل (بہت ہی کم) نظر آتی ہیں۔

﴿تِل سے شخصیات کا تعارف﴾

تِل اکثر انسانوں میں جسم کے مختلف مقامات پر ہوتے ہیں وہ جہاں ہو وہی اُسی شخصیت کا تعارف ہے کیونکہ تِل کا رنگ اُس کا محلِ وقوع اور اُس کی بناوٹ انسانی کردار کے مختلف پہلوؤں کو کھولنے کا کام کرتے ہیں۔گول تل انسان کی اچھائیوں کو ابھارتے ہیں۔تکونے تِل درمیانے درجے کی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔ترچھے اور نوکیلے تل اچھائی اور بُرائی دونوں کی اطلاع دیتے ہیں۔ہلکے رنگ والے تل سب سے بہتر اور خوش نصیبی کی علامت ہوتے ہیں۔کالے تِل عمدہ نتائج سے قبل آنے والی دشواریوں کے غماز (اشارے) ہوتے ہیں۔

یہ تھیں عام سی باتیں آیئے اب شخصیت اور کردار تِل کے آئینہ میں دیکھیں۔

آنکھ کے اندر تِل: صلاحیتوں پر غربت کا سایہ رہتا ہے اگر یہ آنکھ کے سرے پر ہو تو ایسا شخص ایماندار اور قابلِ بھروسہ ہوتا ہے۔ اِسے شفقت کا رویہ درکار ہوتا ہے اور حوصلہ بڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ماتھے پر تِل: اگرپیشانی پر ہوتوصاحبِ زر ومال ہوتاہے اوراِس کے تمام ارادے پورے ہوتے ہیں۔اوراگر ماتھے کے بیچوں بیچ یعنی درمیان میں ہوتوعزت ودولت منصب ہوتی ہے اورخوشیاں ملتی ہیں۔اگر دائیں یابائیں ہوں تو پھر بھنوؤں کی خصوصیات میں دیکھے۔

گالوں پر تِل: کسی بھی گال پرہو نہایت گہری مستقل مزاج شخصیت کی علامت ہے۔یہ آدمی ہرمعاملے میں درمیانہ رویے کا قائل ہوتاہے اورشدّت پسند نہیں ہوتا۔اِسے روپے پیسے کی کچھ ہوس نہیں ہوتی۔اِس کے بغیر بھی خوش رہ سکتاہے۔بائیں جانب گال کاتِل بے وفائی کی دلیل ہے وہ خود بے وفا ہوگا یا اِس کے یار،دوست،خویش (قریبی رشتے دار)واقارب اُس سے بے وفائی کریں گے۔

ٹھوڑی پر تِل: کسی بھی جانب کیوں نہ ہو۔بڑی اچھی علامت ہے، قابلِ رشک شخصیت ہوتی ہے یہ لوگ ہمدرد، پُر محبت اورفیاض ہوتے ہیں۔اِنہیں منفرد حضر ات سے لگاؤ ہوتاہے دوسرے لوگوں کی اچھی باتیں اپنانے کافن اِنہیں خوب آتاہے کسی قسم کی ذمہ داری اِنہیں بلاخوف وخطر سونپی جاسکتی ہے۔

کان پر تِل: یہاں تِل بہت کم ملتاہے۔اگر مل جائے توکیاکہنا غیر متوقع دولت کی نشانی ہے۔

سینہ پر تِل: ایسا مر د مالدار ہوتا ہے۔اگر عورت کے ہو تو وہ عقل مند ہو تی ہے اور اِس کی زند گی خو شی سے گزرتی ہے۔مگر بعض کے نزدیک سخت غصہ ور شخصیت کی پہچان ہے کا ہلی اور تلون (چنچل اور چھچھوراپن)اِس کے حا مل میں بہت ہوتی ہے۔اِس میں عزائم پسندی نہیں ہو تی اور جامہ قسم کا انسان ہوتا ہے۔اگر تِل بائیں طرف ہو (عورت اور مرد دونوں کے لیے) تو صورت حال دوسری ہوتی ہے۔حامل بے حد با عمل اور طرار(چالاک اور ہوشیار) ہو تا ہے۔روپیہ پیسہ کمانے میں بہت تیز ہو تا ہے۔

بازوؤں پر تِل: اگر حامل مر د ہے تو علامت ہے کہ خوش اخلاق ہونے کے علاوہ ایسا شخص محنتی،خوش مزاج اور اچھے تعلقات رکھنے والا ہوتا ہے۔اگر یہی تل کہنیوں کے نزدیک ہوتو ایسے شخص کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے خاصی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔عورتوں میں یہی خصوصیات زیادہ ملتی ہیں مگر وہ اپنے پیشے میں دشواری کا شکار رہتی ہیں۔

اگر بازو راست (سیدھے بازو)پر ہو تو چُست وچالاک اور خوب جھوٹ بولنے والا ہو تاہے۔اگر عورت کے ہو تو وہ سوائے اپنے شوہر کے کسی اور کو نہیں چاہتی۔

بغل میں تِل: بائیں بازو کے بغل پر تل ہو تو بچپن میں شدید مصائب (تکلیفوں اور مصیبتوں)کا سامنا رہتا ہے۔مگر مستقبل بے شک تابناک ہو تا ہے۔دائیں بازو کے بغل پر تل ہو تو مستقبل میں چوکس اور ہو شیار رہنا پڑتا ہے تاکہ مستقبل کی دشواریوں سے نپٹا جا سکے۔

کھنی پر تِل: سفر کی بے پناہ خواہش ہوتی ہے مگر بے حد غیر مستقل مزاج، متذبذب (کش مکش میں پڑنے والا)ذہنیت،فنونِ لطیفہ سے بے پناہ رغبت رکھنے والے ہوتے ہیں اور یہ لوگ چاہیں تو بہت کما سکتے ہیں مگر مشکل سے ہی ہاتھ پیر ہلاتے ہیں۔

ہاتھ پر تِل: بے حد با صلا حیت شخص کی پہچان ہے۔ایسے شخص کو دو لت عزت اور شہرت سبھی کچھ میسر آتا ہے۔

ھتھیلی پر تِل: اگر ہتھیلی پر کسی جگہ ہو تو دست شنا سی (ہاتھ دیکھنے کا علم)کے اُصولوں کے تحت پڑھے جاتے ہیں۔لیکن عام طور پر اِنہیں اچھا نہیں سمجھا جا تا اور عمو ماً اِنہیں حادثو ں کی نشانی سمجھا جا تا ہے۔

گردن پر تِل: غیر متو قع دولت اگر سامنے ہو تو دونوں جانب میں سے کسی بھی سمت ہو تو ایسے شخص کا رویہ نا مناسب ہوتاہے۔اگر عقب میں ہو تو ضرورت ہو تی ہے کہ ہاتھ روک کر خرچ کیا جائے۔

ھونٹوں پر تِل: نہایت فیا ض شخصیت ہوتے ہیں۔اِس آدمی کو ہمیشہ بہتر سے بہتر ماحول کی جستجو پریشان رکھتی ہے۔تا ہم لب پر تل کا نشان خوش اخلاقی اور خوش مزاجی کی علامت ہوتا ہے۔

ناک پر تِل: ایک مخلص دوست مگر متلون(غیر مستقل) مزاج ہوتا ہے۔یہ آدمی ہمہ وقت روپیہ بنانے کے چکر میں رہتا ہے۔خواہ منصوبہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو۔

کلائی پر تِل: کفایت شعار، طباع (غیر معمولی ذہین)، خوش تدبیر، ایجاد کا ماہر، قابلِ بھروسہ۔اگر عورت کے ہو تو صرف ایک شادی مرد کی کلائی پر ہے تو دو شادیاں بھی ہو سکتی ہیں۔

کاندھوں پر تِل: بے تاب اور سیماب صفت (پارے کی طرح بے چین)، سیر وسفر کا جویا،داہنے کاندھے پر دور اندیشی، کفایت شعاری،بہت محنتی اور اچھا شوہر یا اچھی بیوی، اگر بائیں کندھے پر ہو تو قناعت پسند ہوتا ہے۔

پیٹ پر تِل: ایسے اشخاص خود اپنے آپ پر بہت توجہ دیتے ملتے ہیں۔خود کھاتے پیتے ہیں اور روپیہ اُڑانے میں ماہر ہوتے ہیں۔اِن میں ویسے تو ٹھنڈے مزاج والے لوگ بھی ملتے ہیں۔اِنہیں اپنے اوپر اچھا اختیار ہوتا ہے۔

پیٹھ پر تِل: پیٹھ پر تِل والے کسی قسم کی سودے بازی سے قبل از حد محتاط رہیں اور جب تک سودا کھرا نہ ہو ہاتھ نہ ڈالیں۔

ناف پر تِل: مرد ہو تو بے حد خوش نصیب، عورت ہو تو اُسے بہت سے بچوں کی خواہش ہو گی۔

جانگھ(ران) پر تِل: دائیں جانگھ پر خراب صحت، خواہ آدمی خوشحال ہی کیوں نہ ہو۔بائیں جانگھ پر خراب صحت اور غربت کی علامت ہے۔

کولھوں پر تِل: ایسے لوگ عزائم پسند نہیں ہوتے جو کچھ مل جائے اُس پر قانع(قناعت کرنے والے) ہو جاتے ہیں۔خواہ غریب ہی کیوں نہ رہیں۔ہاتھ پیر نہیں ہلاتے۔

ران راست پر تِل: مرد ہو تو سسرال والے صاحبِ جائیداد ہونگے اور عورت باوفا ملے گی اور ہمیشہ خوش رہیں گے اگر عورت کے ہو تو نیک باعصمت اور خاوند مالدار ہو گا۔

گھٹنے پر تِل: دائیں گھٹنے پر ہو تو یار باش (زندہ دل اور خوش مزاج) شخص کی پہچان ہے۔اِسے گھر اور خاندان سے بے حد لگاؤ ہوتا ہے بہترین تاجر کی نشانی ہے۔

پیروں پر تِل: سخت محنت کے ذریعے بچپن کی دشواریوں پر عبور ملتا ہے۔کاہلی بھی پائی جاتی ہے۔اِنہیں اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیے۔

تلوؤں پر تِل: بے حد غمزدہ رہنے والا آدمی ہوتا ہے اور صحت سے غافل رہتا ہے۔تنہائی کو محفل پر ترجیح دیتا ہے۔

ایڑھی پر تِل: دماغ اور جسمانی طور پر بے حد تیز اور طرّار شخص کی پہچان ہے،چاہے تو بہت کچھ کر سکتاہے دولت بھی مل سکتی ہے۔مگر عموماًمعمولی معمولی چیزوں پر لڑتا اور اُلجھتا رہتا ہے۔

پاؤں کی چھت پر تِل: کھلاڑی مزاج اور سخت جھگڑالو، نہایت چھپا شخص ہوتا ہے۔

ٹخنوں پر تِل: اگر حامل مرد ہے تو اِسکی علامت بزدلی اور دبو پن(کسی کے دباؤ میں آنے والے) کی ہے اگر عورت ہے تو یہ خوش مزاجی اور تعاون پسندی کی علامت ہے۔

جڑواں تِل: اگر کسی مقام پر دو(2) تِل ہو ں، مثلاً ٹھوڑی پر دونوں جانب تو ایسے تِلوں کو جڑواں تِل کہتے ہیں۔ایسے اشخاص دوہری شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔اگر کسی مقام پر بالکل آس پاس دو(2) تِل موجود ہوں تو اِس کا مطلب ہوتا ہے دو(2) محبتیں۔یعنی ایسے لوگ دو(2) محبتیں کرتے ہیں۔

﴿سیدنا عزیر علیہ السلام کا تِل﴾

اَوۡ كَالَّذِىۡ مَرَّ عَلٰى قَرۡيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحۡىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ‌ؕ قَالَ كَمۡ لَبِثۡتَ ‌ؕ قَالَ لَبِثۡتُ يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ‌ ؕ قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَةَ عَامٍ فَانۡظُرۡ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمۡ يَتَسَنَّهۡ ۚ وَانۡظُرۡ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجۡعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ‌ وَانۡظُرۡ اِلَى الۡعِظَامِ كَيۡفَ نُنۡشِزُهَا ثُمَّ نَكۡسُوۡهَا لَحۡمًا ‌ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ؁

(پارہ 3، سورۃ البقرۃ، اٰیت 259)

ترجمہ: یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی پڑھی تھی اپنی چھتوں پر بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کردیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھرا عرض کی دن بھر ٹھرا ہوں گا، یا کچھ کم فرمایا نہیں بلکہ تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بونہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں)اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہوگیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

قرآن مجید میں حضرت عزیر علیہ السلام کا یہ قصہ تیسرے(3) پارہ کے دوسرے(2) رکوع میں ہے کہ آپ کو ایک سو (100) سال کے بعد نئی زندگی ملی تو آپ اپنی آرام گاہ (جہاں سو (100) سال گذارے) سے اُٹھے اور اپنے گدھے پر سوار ہوکر محلہ میں تشریف لائے۔لیکن نہ اُنہیں لوگ پہچانتے تھے اور نہ وہ لوگوں کو، بلکہ مکانات کی ہیئت بھی تبدیل تھی۔اپنے گمان پر ہی چلتے چلتے اپنے گھر پہنچے، وہاں ایک بڑھیا نابینا اور بالکل اُٹھنے بیٹھنے سے عاجز موجود تھی۔اِسی بڑھیا نے حضرت عزیر علیہ السلام کا زمانہ پایا تھا۔حضرت عزیر علیہ السلام گھر میں داخل ہوتے ہی فرمانے لگے یہ گھر عزیر کا ہے۔

بڑھیا بولی: ہاں!ہے تو اُنہیں کا۔لیکن حضرت عزیر علیہ السلام کے ذکر سے تمہیں کیا غرض؟اُنہیں تو اِس وقت پوری صدی (سو(100) سال) گزرگئی۔اب ان کا نشان تک باقی نہیں رہا اور یہ کہہ کر خوب روئی۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا: بی بی!عزیر (علیہ السلام) میں ہی ہوں۔

بڑھیا بولی: سبحان اللہ عزوجل! یہ کیا کہہ رہے ہو؟کہاں عزیر علیہ السلام اور کہاں تم؟

حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا: میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک صدی تک موت دے دی تھی۔اب اس نے مجھے پھر زندہ فرمایا ہے۔

بڑھیا بولی: اگر ایسی بات ہے اور واقعی تم عزیر (علیہ السلام) ہو تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ مستجاب الدعوات (جس کی دُعا قبول ہو) تھے۔اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو میرے لیے دعا مانگو تاکہ اللہ تعالیٰ میری بینائی واپس لوٹا دے۔اِس پر مجھے یقین ہو گا کہ واقعی تم عزیر علیہ السلام ہو۔

حضرت عزیرعلیہ السلام نے اُس بڑھیا کے لیے دعا مانگی اور اپنا ہاتھ اُس کی آنکھوں پر پھیرا تو اُس بڑھیا کی بینائی واپس آگئی۔آپ نے اُس کے دونوں (۲) ہاتھ پکڑے اور فرمایا: قم باذن اللّٰہ

یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُٹھ کھڑی ہو۔

چنانچہ وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور بالکل صحیح و سالم اور تندرست تھی گویا کہ اُس کے پاؤں میں رسی تھی اور اُس نے اُس سے نجات پائی ہے۔بڑھیا نے غور سے دیکھا تو واقعی وہی حضرت عزیرعلیہ السلام تھے تو فوراً کہا:أشھد أنک عزیر

یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ واقعی عزیر(علیہ السلام) ہیں۔

وہ بڑھیا بنی اسرائیل کے محلوں میں چل پڑی۔بنی اسرائیل اپنی مجلسوں کے مختلف مشاغل میں مصروف تھے اُن میں عزیر علیہ السلام کے صاحبزادہ بھی تھے جو اُس وقت ایک سو اٹھارہ(118) سال کے تھے بلکہ اُن کے پوتے،پرپوتے بھی بوڑھے ہو چکے تھے۔

بڑھیا نے زور سے پکارا: بھاگ کے آجاؤ!عزیر علیہ السلام تمہارے ہاں تشریف لائے ہیں۔لوگوں نے بڑھیا کی ایک نہ سنی۔

بڑھیا نے کہا: ذرا غور تو کرو یہ اِنہی کی دعا ہے کہ میں اِس حالت میں ہوں یعنی بینائی مل گئی اور تندرست ہوگئی ہوں وغیرہ وغیرہ۔

لوگوں نے یقین کر لیا اور عزیر علیہ السلام کی طرف ٹوٹ پڑے۔عزیر علیہ السلام کے صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میرے باپ کے دو (۲)بازوؤں کے درمیان ہلال کی طرح ایک سیاہ تِل تھا۔اگر وہ ہے تو سمجھوں گا کہ واقعی آپ میرے باپ (عزیر علیہ السلام) ہیں۔چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام نے دونوں بازو کھولے تو واقعی وہ تِل موجود تھا۔[2]

بخت نصر (ایک بادشاہ کا نام) نے اپنے دور میں چالیس ہزار(40,000) تورات کے حفاظ کو قتل کرادیا تھا۔اِس کے بعد اُن کے پاس تورات کا ایک نسخہ بھی نہ رہا اور نہ ہی کسی کو تورات زبانی یاد تھی۔لیکن حضرت عزیر علیہ السلام نے تمام تورات اُن سب کو سنا دی، اور ایسی صحیح کہ زیر و زبر اور نقطے کا بھی فرق نہ آیا۔جن لوگوں کو بخت نصر نے قیدی بنایا تھا اُن کی اولاد میں سے ایک وہاں موجود تھا جو کہ بخت نصر کے مرنے کے بعد بیت المقدس میں آکر مقیم ہوا، کہنے لگا کہ: میرے باپ نے مجھے دادا کی بات سنائی کہ ہم نے بخت نصر کی قید کے دوران تورات کو انگور کے باغ میں دفن کردیا تھا۔اگر مجھے اپنے دادا کے باغ کی نشاندہی کراؤ تو میں تمہیں وہ تورات نکال دوں گا۔ چنانچہ وہ سب لوگ اُس باغ میں پہنچے تو وہاں سے تورات نکال کر عزیر علیہ السلام کی قرأت کا مقابلہ کیا تو حرف بحرف صحیح نکلا۔تب اُنہیں

---

[2] (روح البیان في تفسیر القرآن، التوبة: 30إلي 31، 3/435، دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان)

یقین ہو اکہ یہ واقعی وہی عزیر علیہ السلام ہیں۔لیکن بد قسمتوں نے کہنا شروع کردیا کہ عزیر (علیہ السلام) ابن اللہ ہیں۔(معاذاللہ) اللہ تعالیٰ اِس نسبت سے پاک اور منزہ ہے۔[3](روح البیان، پارہ 3)

﴿سبق﴾

اِس قصہ میں سبق ہے کہ جو شخص دُعا کے آداب بجا لائے تو اُس کی دُعا ضرور جلد قبول ہوتی ہے جس میں اُسے کوئی مشقت بھی نہ ہو گی۔جب دعا کے آداب بجا نہ لائے تو پھر اُسے ضرور مشقت ہوتی ہے اور قبولیت میں بھی دیر ہوتی ہے۔

فائدہ: حرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ پر مخالفینِ کمالاتِ انبیاءعلیہ السلام کے اعتراضات اور اُن کے جوابات فقیر کی تصنیف"تفسیرِ اویسی" میں ہیں اور یہ واقعہ ایک قسم کی پہیلی بھی ہے۔فقیر نے "رسالہ اسلامی پہیلیاں،حصہّ اوّل" میں مفصل لکھ دیا ہے۔

﴿سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ تعالی عنہ کا لاتِل﴾

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ صوبہ یمن میں کپڑے کی تجارت فرمایا کرتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ"میں نے حضور اکرم ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے بغداد کے قبیلہ کے ایک بہت بڑے شیخ سے ملاقات کی اُس وقت اُن کی عمر تین سو نوے (390) برس تھی اوروہ اپنے زمانہ میں بہت بلند پایہ عالم تسلیم کئے جاتے تھے۔میری اُن سے بات چیت ہوئی وہ شیخ ازدی کے نام سے مشہور تھے۔

شیخ ازدی: میرا خیال ہے آپ حرمِ مکہ کے رہنے والے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللّٰہ تعالی عنہ: جی ہاں۔

شیخ ازدی: میرا خیال ہے کہ آپ قبیلہ بنی تمیم سے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللّٰہ تعالی عنہ: جی ہاں!میں قبیلہ بنی تمیم سے ہوں اور میرا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔

شیخ ازدی: بس اب مجھے آپ سے صرف ایک بات پوچھنی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللّٰہ تعالی عنہ: جی ہاں، خوشی سے، ارشاد فرمائیے۔کیا ارشاد ہے

شیخ ازدی: آپ اپنے پیٹ سے کپڑے اٹھائیں میں کچھ دیکھنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللّٰہ تعالی عنہ: میں حکم کی تعمیل سے دریافت کرتا ہوں۔کہ آخر آپ کا مقصد کیاہے؟

شیخ ازدی: میرا علم نہایت وسیع، ملاوٹ اور مبالغے سے بالکل صاف ہے اور میرے علم کا ذخیرہ نہایت ہی سچا ہے۔اِس صحیح علم کی روشنی میں مجھے یہ معلوم ہورہا ہے کہ حرم مکہ میں ایک نبی کا ظہور ہونے والاہے اور ایک کہل (اُدھیڑ عمر کا انسان) اُس کا مددگار ہوگا۔اُدھیڑ عمر والے انسان کی سب علامتیں آپ کے اندر موجود ہیں صرف ایک علامت مجھے دیکھنی ہے وہ علامت یہ ہے کہ اُن کے پیٹ پر ناف کے اوپر سیاہ تِل ہوگا اور اُن کی بائیں ران پر بھی ایک نشان ہو گا آپ کا کوئی حرج نہیں آپ مجھے ران اور پیٹ دکھلا دیں۔

[3] (روح البيان في تفسير القرآن. التوبة: 30إلى 31. 3/435. دار الكتب العلمية بيروت. لبنان)

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرتہ اُٹھایا۔ شیخ نے آپ کی ناف کے اوپر تِل دیکھ کر فرمایا:ربِ کعبہ کی قسم! کہ آپ ہی اُس آخری مقدس رسول (ﷺ) کے معاون ہیں اور میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا خوف کرنا، راہِ حق پر نہایت ہی ثابت قدم رہنا، صراطِ مستقیم سے رائی برابر بھی کنارہ نہ کرنا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے یمن میں اپنا کام کاج مکمل کیا اور شیخ سے الوداعی ملاقات کی۔ شیخ نے مجھے فرمایا کہ میرا یہ پیغام سید الانام (ﷺ) کی بارگاہ میں پہنچا دینا"۔

﴿شیخ کا پیغام﴾

"میری عمر تین سو نوے برس تک پہنچ چکی ہے اور میرا بدن کمزور ہو تا جارہا ہے اِس لمبی عمر میں بہت سے عبرت آموز واقعات میں نے دیکھے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے نبی آخر الزمان (ﷺ) کی نبوت سے مستفیض ہونا نصیب ہو جائے۔ الحمد للہ عزوجل کہ مجھے وہ بابرکت زمانہ نصیب ہوا میں اگرچہ اُن سے دور ہوں۔ لیکن میں اُن کی ختمِ رسالت اور دعوتِ حقہ کو دل سے قبول کرچکاہوں"۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شیخ کی نصیحت اور پیغام لے کر مکہ مکرمہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت رسول اکرم (ﷺ) لوگوں کو دینِ حقہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ میرے پاس عقبہ بن ابی شیبہ بن ربیعہ اور ابو جہل آئے اور کہا کہ "محمد بن عبداللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے"۔ اِس کے بعد میں حضور (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔

آپ (ﷺ) تشریف لائے تو میں نے عرض کی کہ "یا حضرت (ﷺ)! آپ نے اپنے آبا وَاجداد کے راستہ کے خلاف نئے راستہ کی دعوت دی اور لوگوں کی نظروں میں جو عظمت حاصل تھی اُس کو کھو بیٹھے"۔

آنحضرت (ﷺ) نے فرمایا کہ "بے شک میں آپ کی طرف اور دنیا بھر کے انسانوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ بس تم اللہ پر ایمان لاؤ"۔

میں نے کہا "نبوت پر کیا دلیل ہے؟"

آپ (ﷺ) نے فرمایا۔ "وہ شیخ جس کو آپ یمن میں ملے تھے"۔

میں نے کہا۔ "میں یمن میں کاروباری سلسلہ میں بہت سے مشائخ سے مل چکا ہوں"۔

آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ "وہ شیخ جس نے آپ کو نصیحت فرمائی اور پیغام دیا"۔

میں نے کہا۔ "اے میرے محبوب ترین دوست! آپ کو میری اور شیخ کی بات چیت کا پتہ کس نے دیا"۔

آپ (ﷺ) نے فرمایا۔ "مجھے اُس اللہ تعالیٰ نے پتہ دیا ہے جس نے تمام سابقہ انبیاء کرام علیہ السلام کو نبوت بخشی اور مجھے ختمِ نبوت کا مقام مرحمت فرمایا"۔

میں نے عرض کیا کہ "آپ اپنا ہاتھ مبارک بڑھائیں تاکہ میں دعوتِ حقہ کو قبول کر کے اسلام قبول کروں"۔

میرے اسلام قبول کرنے پر آنحضرت (ﷺ) بے انتہا مسرور ہوئے۔[4] (الصواعق المحرقة لابن حجر، صفحہ 148-147، مطبوعہ مصر)

فوائد:(1) رسول اللہ(ﷺ) کے چرچے کا کیا کہنا کہ ایک بوڑھا عالم کیسی تمنا لئے بیٹھا تھا اُس کے پیغام سے اندازہ لگائیے۔

(2) نہ صرف رسول اللہ(ﷺ) بلکہ آپ کے یارِ غار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ صرف چرچا بلکہ اُن کی صورت و سیرت کا کامل نقشہ اللہ تعالیٰ نے سابق صحیفوں میں لکھوادیا یہاں تک کہ ان کی ران کا تِل بھی لکھ دیا۔

(3) رسول اللہ (ﷺ) پر پہلا معجزہ ہی علم غیب کا ثبوت ہے جس کی تصدیق صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آنے والے تمام ایمان والوں کو سبق دیا کہ اصلی ایمان وہی ہے جس میں رسول اللہ(ﷺ) کے علمِ غیب کی تصدیق ہو۔

﴿حضرت انس بن نضر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تِل﴾

حضرت انس ابن نضر (انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)غزوہ بدر میں حاضر نہ تھے۔اُنہوں نے چاہا کہ غزوہ اُحد میں حاضر ہو کر تلافی کرکے گز شتہ عدم حاضری کا بدلہ کریں۔جب اُنہوں نے حضور اکرم (ﷺ) کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ ہم نے سُنا ہے حضور (ﷺ) شہادت پاچکے ہیں اِس کے بعد وہ صحابہ کے پاس پہنچے اور کہا"کیا یہ جائز ہوگا کہ تم زندہ رہو اور تمہارے نبی (ﷺ) کو شہید کردیا جائے"۔یہ کہہ کر تلوار کشید کرکے دشمنوں پر حملہ آور ہوئے اتفاقاً سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ایک روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اُن سے فرمایا"خدا کی قسم مجھے اُحد کی طرف سے جنت کی خوشبو آرہی ہے"۔اِس کے بعد لشکرِ کفار کے قلب پر حملہ کیا اور خوب داد شجاعت دی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔اوریہ بات پایۂ صحت کو پہنچی کہ اُن کو اسی (80) کے قریب زخم آئے تھے۔چنانچہ اُن کا جُثّہ شریف(جسم مبارک)، شہیدوں کے درمیان معلوم نہیں ہوتا تھا۔اُن کی بہن نے اُن کی انگلی کے ایک تِل سے اُنہیں پہچانا۔[5]

﴿سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

المناقب الموفق میں ہے کہ سید نا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ حضور نبی اکرم (ﷺ) کی قبر مبارک کھود کر آپ کے جسم پاک کی ہڈیاں جداجدا کررہے ہیں اور پھر اُن ہڈیوں کو اپنے سینے سے لگا رہے ہیں۔نیند سے اُٹھے تو آپ اُس خواب سے نہایت خوفزدہ تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِسی پریشانی اور خواب کے عالم میں بصرہ پہنچے اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے خواب کی تعبیر دریافت کی۔اُنہوں نے فرمایا کہ"آپ اپنی پشت سے قمیض اُٹھائیں"۔امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے دو (2)کاندھوں کے درمیان ایک تِل کا نشان پایا۔آپ نے دیکھ کر نہایت مسرت میں فرمایا کہ "آپ ہی وہ ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں جن

---

[4] (الصواعق المحرقة لابن حجر، خاتمة في أمور مهمة، 704/2إلى 706، مؤسسة الرسالة – بيروت، الطبعة الأولى، 1997)

[5] (صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب قول الله تعالى: من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه الخ، 19/4، الحديث: 2805، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

کے متعلق حضور نبی پاک (ﷺ) نے شہادتیں دی تھیں اور آپ اِس خواب کی روشنی میں حضور نبی پاک ﷺ کی سنتیں زندہ کریں گے"۔[6] (مناقب الموفق)

آخری گزارش: فقیر نے کالے تِل کے خواص لکھ کر بعض بزرگوں کا ذکر کیا ہے جن میں ایک نبی، ایک صدیق، ایک صحابی اور ایک امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہیں اور بطورِ نمونہ اُنکے تِل کا ذکر کر دیا ہے تا کہ ہر شخص اپنے بارے میں تِل کا خاصہ پڑھ کر اپنا معا ملہ خود سمجھ سکے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان

> **نوٹ:** اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کی تصحیح کرلی جائے۔ (شکریہ)
>
> admin@faizahmedowaisi.com

[6] (تاريخ بغداد مدينة السلام. ذكر خبر إبتداء أبي حنيفة بالنظر في العلم. 459/15. دار الغرب الإسلامي. الطبعة الأولي: 1422ھ 2001م)